سوال

(133) نماز عیدین میں ہر تکبیر میں رفع یدین ہونا چاہیے یا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عرصہ بیس برس سے اوپر ہوا کہ اہل حدیث اور حنفیہ میں نزاع ہوئی اور دو فرقہ ہوگئے ایک فرقہ اہل حدیث نماز جمعہ اور عیدین کی ایک محلہ کی مسجد میں ادا کرتے رہے ، اس عرصہ میں ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ نماز عیدین کی صحرا میں ادا کرنا افضل ہے پس اس محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر نماز عیدین کی ادا کرنے کے لیے چند آدمی صحرا میں چلے گئے بیاس کے بعد چند آدمیوں نے طعن لعن کی اور توڑنا جماعت کا چاہا اور بعضے علماء نے فرمایا کہ جو شخص بخیال سنت کے صحرا میں جائے گا ، ماشاء اللہ ثواب پائے گا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ اوپر جماعت کے ہے ،۔جماعت کو مقدم رکھو اور پیسہ کے واسطے جاتے ہو اشرفی چلی جاتی ہے اور بعضے علماء نے یہ فرمایا کہ جس مسجد میں پنجگانہ نماز ادا کی جاتی ہے اس مسجد میں نماز عیدین ادا کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میرے خیال میں توڑنا جماعت کا نہیں معلوم ہوتا ہے پس ہم کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان دونوں میں ہمارے لیے کون افضل ہے جس کی ہم پیروی کریں ؟

سوال دوم : نماز عیدین میں ہر تکبیر میں رفع یدین ہونا چاہیے یا بغیر تکبیر اولے کے ہاتھ باندھنا چاہیے یا چھوڑ دینا چاہیے سنت سے کیا ثابت ہے ۔ بنوا توجروا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

آپ لوگوں کے لیے افضل یہ ہے کہ صحرا میں نماز پڑھیں کیونکہ سنت کے مطابق یہی فعل ہے اور محلہ کی مسجد میں بلا عذر پڑھنا خلاف سنت ہے اور اس پر اہلحدیث اور حنیفہ سب کا اتفاق ہے چنانچہ نمونہ کے طور پر دونوں فریق کی دو دو ایک ایک سند یں لکھی جاتی ہیں منتقی میں ہے :

’’حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں سنت یہ ہے کہ عید گاہ کی طرف پیدل جایا جائے اور عید کی نماز پڑھنے سے پہلے کچھ کھا لیا جائے ۔‘‘

اور ہدایہ میں ہے :

’’عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک تکبیر یں نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک تکبیر یں کہے ۔‘‘

نیز شرح وقایہ میں ہے :

’’عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے آہستہ آواز سے تکبیر یں کہے امام ابو حنیفہ سے جو نفی ذکر کی گئی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اونچی آواز سے نہ کہے ۔‘‘

خاص کو حنفیہ کے نزدیک نماز عیدین کا صحرا میں پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

چنانچہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے :

''عیدین کی نماز کےلیے جبانہ مقام کی طرف نکلنا چاہیے۔ یہ صحرا میں ایک مقام ہے نماز عید کےلیے گھر سے نکل کر باہر جانا تو واجب ہے اور جبانہ میں جانا سنت ہے اگرچہ مسجد وسیع ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں عیدین کی نماز کے سوائے ایک دفعہ کے (وہ بھی بارش کے عذر سے) نہیں پڑھی حالانکہ مسجد نبوی کی کتنی فضیلت ہے۔''

مختصراً خلاصہ یہ کہ نماز عیدین کی صحرا میں پڑھنا یہی فعل سنت کے مطابق ہے لہٰذا اس تقدیر پر لوگوں کا لعن طعن کرنا اور تفریق جماعت کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بات بہت ظاہر ہے کہ لعن طعن کا محل اور تفریق جماعت کا باعث انسان اس وقت ہوسکتا ہے کہ جب یہ فعل شر و فساد کی نیت سے کرے لیکن اگر ادائے سنت کے ارادے سے کرے تو ہرگز نہیں ہوسکتا معہذا یہ اعتراض فریق ثانی پر بھی موجود ہے کیونکہ جب جماعت کا قائم رکھنا ضروری ہے تو وہ لوگ بھی کیوں نہیں صحرا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تاکہ جماعت بھی قائم رہے اور سنت پر بھی عمل ہو، علی ہذا القیاس بعض عالموں نے جو یہ فرمایا ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ اور اس کو مقدم رکھنا چاہیے اور اشرفی کو چھوڑ کر پسہ کے واسطے نہیں جانا چاہیے سو یہ قول بھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ ان سب باتوں کےلیے شرط یہ ہے کہ حضرت کی سنتوں پر عمل رہے اور اگر یوں ہی جماعت مقدم کی جائے تو ایک روز ایسا آئے گا کہ تمام سنتیں اٹھ جائیں گی اور اہل اسلام خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔ لہٰذا جو حضرات مخالف ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس سنت پر عمل کریں اور تعصب کو راہ نہ دیں کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے۔

اور تکبیرات عیدین میں رفع یدین نہ کرنا چاہیے کیونکہ ثابت نہیں ہے اور خود حنفیہ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں رفع یدین کا ذکر ہی نہیں ہے، چنانچہ حدیث مذکور کے بارے میں اور نیز عدم ثبوت کے بارے میں یوں مرقوم ہے۔

''اور انہی میں سے عید کی تکبیروں کا مسئلہ بھی ہے پہلے باب صفۃ الصلوۃ میں حدیث گذر چکی ہے اور اس میں عید کی تکبیروں کا ذکر نہیں ہے جیسا کہ ابو یوسف سے روایت کیا گیا ہے کہ عید کی تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں اور نہ ہی جنازہ کی تکبیروں میں، بلکہ اس میں اتنا ہی کافی ہے کہ عید کی تکبیریں ثابت ہیں اور ان میں ہاتھ''

اور بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھ باندھنے چاہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ تکبیر کے بعد اصل ہاتھ باندھنا ہے، پس تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو اسی اصل پر عمل ہوگا اور اس اصل کے کلاف ثابت نہیں، لہٰذا اسی اصل پر عمل چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ عبدالحق (سید محمد نذیر حسین)

ھوالموفق :

فی الواقع عیدین کی نماز صحرا ہی میں پڑھنا سنت ہے اور بلا عذر مسجد میں پڑھنا خلاف سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عیدیں کی نماز ہمیشہ صحرا میں ہی ادا فرمائی ہے، حالانکہ مسجد نبوی میں ایک نماز اور مقاموں کی ہزار نماز سے افضل ہے، باوجود اس فضیلت کے کبھی آپ نے بلا عذر مسجد نبوی میں عیدین کی نماز نہیں پڑھی اور نہ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے پڑھی، حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں :

''ابو سعید خدری کی حدیث (کہ آنحضرت ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ باہر جا کر پڑھا کرتے تھے) سے عیدین کی نماز کےلیے صحرا کی طرف نکلنے کے مستحب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور یہ مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسی پر ہمیشگی کی ہے باوجود مسجد نبوی کی فضیلت کے امام شافعی نے کتاب الامام میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد کے لوگ صحرا میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے ہاں اگر بارش کا عذر ہوتا تو مسجد میں پڑھتے۔''

پس جو لوگ عیدین کی نماز بلا عذر مسجد میں پڑھتے ہیں وہ خلاف سنت کرتے ہیں اور صحرا میں جانے والوں پر لعن طعن کرنا یا ان پر تفریق جماعت کا الزام دینا محض بے جا اور ناروا کام ہے اور عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے ہاں حضرت ابن عمرؓ کا ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا بسند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمرؓ کا فعل ہے۔ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جلد 1 صفحہ 448 میں ہے۔

''عیدین کی تکبیرات میں ہاتھ اُٹھانا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے محض ایک صحابی حضرت عمرؓ کا اثر ہے، امام شافعی کہتے ہیں کہ اس بارے میں حدیث مرفوع تو ہے نہیں حضرت عمرؓ نے دوسری نماز کے قیام اور رکوع کی تکبیروں پر اس کو قیاس کر کے کہا ہے کہ سجدہ کے علاوہ جب بھی آپ نے تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔'' (کتبہ محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ)

[فتاوی نذیریہ](#)

جلد01